بیسویں صدی عیسوی میں مشائخ خانقاہ برکاتیہ کی دینی علمی وادبی خدمات

Mashaikh-e-Qadria Barakatia, its Educational, Literary and Scholarly Services in the 20th century- An analytical Study

سید عطاء اللہ بخاری*

ABSTRACT

Monastic System has played crucial role in spreading of religion, peace and universal brotherhood. Indeed, it is reality that after Prophets (AS) various scholars, mystics and authors with different sages have spread the Islamic education in nook and corner of world, some have spread the education in missionary ways, and some by writing and some by setting up seminaries. One of the famous monastics of the sub-continent is Monastic Barakatia (Khanqah-e-Barakatia). This Qadria Barakatia monastic hold unique position in knowledge, bounty, and it is at zenith in spreading spiritualism and mysticism. Since many years its services have remained for instructions, guidance, ballad and compilations, purification and in the field of reformation of thoughts and deeds. The Sheikhs (Mashaikhs) of this monastic Barakatia performed obligations of leadership and guidance. It has solved issues of Muslim community through writing and wisdom. The tale of sincerity of Khan Khanqah-e-Barakatia from past to present is deep and detailed. The article deals with performance of this monastic system, which is based on universal services. The study is based on secondary sources and it is source of quantitative study.

Keywords: *Monastic System; Monastic Barakatia; Khanqah-e-Barakatia.*

تمام روحانی سلاسل میں چار سلسلوں کو سلاسلِ روحانیت کا بنیادی ستون قرار دیا جاتا ہے، جن میں قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ ہیں، اور ان سلاسل میں بیعت ہونے والوں کو ان کے بانیان کے ناموں سے ہی منسوب کر دیا جاتا ہے، دیگر سلاسلِ طریقت کی طرح قادریہ بھی اپنے بانی شیخ طریقت سلطان الاولیاء حضرت محبوب سبحانی سید ابو محمد محی الدین عبد القادری جیلانیؒ (المتوفی 1166ء) کی جانب منسوب ہے۔

سلسلہ قادریہ کی ترویج واشاعت: سلسلہ قادریہ کے نام کی وجہ تسمیہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا اسم گرامی ہے۔ یہ سلسلہ پندرہویں صدی کے وسط میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے شروع ہوا جب آپ نے ظہور کیا اس وقت ہر

---

* پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، یونیورسٹی آف سندھ

جگہ باطنیہ اہل بیت کے نام پر لوگوں کو گمراہ کر رہے تھے اور یہ کہتے تھے کہ تمہارے قائدین میں سے ایک بھی اہلبیت سے نہیں اگر کوئی اہل بیت سے ہو، اور ہمارے عقائد کی تردید کرے تو ہم تسلیم کرلیں سادہ لوح لوگ ان کی باتوں میں آجاتے۔ چونکہ آپ خود نجیب الطرفین سید تھے اس لئے آپ کے تشریف لانے سے اسماعیلیوں کی تحریک ناکام ہو گئی وہ یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ اہل بیت میں سے کوئی ہماری تردید کرنے والا نہیں، چنانچہ آپ کی ذات کے بعد کسی کو جرات نہ ہو سکی کہ وہ بنو فاطمہؓ کا نام لے کر لوگوں کو گمراہ کر سکے۔

حضرت عبد القادر جیلانیؒ نے اسماعیلیوں کی تحریک کے رد میں ان کی تنظیم دعوت و تبلیغ کی طرز پر ایک سلسلہ کی بنیاد رکھی جو کہ " سلسلہ قادریہ " کے نام سے مشہور ہوا جس نے اس تحریک کا ہر مقام پر مقابلہ کیا، اور اپنے نانا کے دین کو دوبارہ سے زندہ کر دکھایا۔

اس سلسلے کو دیگر روحانی سلاسل کے مقابلے میں کافی ترقی ہوئی لہذا عبد الماجد دریا آبادیؒ "تصوف اسلام" میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> "اگر یہ سوال کیا جائے کہ صوفیاء کرام کے سارے سلسلوں میں شہرت عام اور مقبولیت انام سب سے زیادہ کس کے حصے میں آئی ہے؟ تو عجب نہیں کہ متفقہ طور پر نام حضرت شیخ گیلانیؒ ہی کا زبانوں پر آکر رہے دوسرے بزرگوں کے حلقے پھر بھی محدود رہے"۔[1]

سلسلہ قادریہ کے بزرگوں نے اپنے کردار اور بھرپور کاوشوں سے اسے دنیا کے متعدد ممالک میں متعارف کرایا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آج یہ سلسلہ مبارک تمام عالم اسلام خصوصاً تیونس، مراکش، نائجیریا، ترکی، ایران، عراق، عرب، مصر، افغانستان، پاکستان، ہندوستان، چین، ترکستان، اور انڈونیشیاء وغیرہ میں رائج و مقبول ہے۔

سلسلۂ قادریہ کی ہندوستان آمد: جہاں تک اس بات کا تعلق ہے سلسلہ قادریہ کی ہندوستان آمد کن شیوخ کے ذریعے ہوئی اس میں مختلف اقوال کا خلاصہ یہی نکلتا ہے کہ ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کے بانی اور سلسلہ قادریہ کے ہندوستان میں آمد اور اس کے ارتقاء کے سلسلے میں سوائے سید شمیم ڈھاکہ کے تمام مورخین و مشائخ عظام نے نویں صدی ہجری سے ہی اس کی ابتداء کو تسلیم کیا ہے صرف انہوں نے وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ ساتویں صدی ہجری میں اس سلسلہ کی بنیاد ہندوستان میں پڑ چکی تھی، ان عبارتوں کے تحت ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کے بانی نہ تو بقول پروفیسر خلیق احمد نظامی حضرت شاہ نعمت اللہ قادری ٹھہرے اور نہ ہی دوسرے مورخین کی تحریروں کے بموجب سیدنا شیخ بہاء الدین قادری شطاری اور سیدنا محمد غوث گیلانی اوچیؒ ہیں۔ مقبول الرحیم نقی کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کی ہندوستان میں بنیاد سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانیؒ کے دورِ حیات ہی میں ان کے فرزند ارجمند سیدنا شیخ

تاج الدین عبد الرزاقؒ (متوفی 623ھ) کی آمد سے پڑ چکی تھی۔ آپ کس ماہ یا سن ہندوستان تشریف لائے یہ تاریخیں تو معلوم نہ ہو سکیں البتہ اتنا ضرور سامنے آتا ہے کہ وہ ہندوستان تشریف لائے اور فیضان قادریہ یہاں جاری و ساری فرمایا، تذکرہ قادریہ کے مصنف لکھتے ہیں:

"برصغیر پاک و ہند کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے فیوض و برکات کا سلسلہ ان کی زندگی ہی میں اس سرزمین میں پہنچ گیا تھا سب سے پہلے ان کے بڑے فرزند سید عبد الرزاقؒ ہندوستان تشریف لائے اور کچھ عرصے قیام کرنے کے بعد واپس بغداد تشریف لے گئے اس کے بعد سے آج تک برصغیر پاک و ہند میں کسب فیض کے لئے مشائخ اولیاء و صلحاء امراء و سلاطین اور عوام الناس کی بغداد آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے"۔[2]

خانقاہ برکاتیہ کا قیام

سلسلہ قادریہ کی نشر و اشاعت اور فروغ تعلیمات کے سلسلے میں خانقاہ قادریہ برکاتیہ نے کلیدی کردار ادا کیا ہے، خانقاہ برکاتیہ کے قیام کے متعلق علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے استاد قمر الہدیٰ فریدی صاحب رقمطراز ہیں:

"محمود غزنوی کے زمانے میں خانوادۂ برکاتیہ کے مورثِ اعلیٰ سید ابو الفرح واسطی، کوفہ اور بصرہ کے وسط میں واقع شہر واسط سے ہجرت کر کے غزنی آئے تھے۔ صاحب زادگان سید ابو فراس، سید ابو الفضائل، سید داؤد اور سید معز الدین بھی آپ کے ساتھ تھے۔ کچھ دنوں بعد امیر واسط کی درخواست پر سید ابو الفرح اپنے بیٹے سید معز الدین کے ہمراہ وطن واپس لوٹ گئے۔ لیکن آپ کے دوسرے بیٹوں نے ہندوستان کے تین مختلف علاقوں میں سکونت اختیار کی۔ سید ابو فراس جاجنیر میں مقیم ہوئے۔ سید ابو الفضائل نے چھاترود کا انتخاب کیا اور سید داؤد تھن پور میں قیام پذیر ہوئے۔ سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں حضرت سید شاہ ابو فراس کے پوتے سید محمد (المعروف دعوۃ الصغریٰ) نے سری نگر کو فتح کر کے اپنا مسکن بنایا اور اس کا نیا نام بلگرام تجویز کیا۔ اکتیس سال بلگرام میں گزار کر دعوۃ الصغریٰ ۱۴ر شعبان 645ھ کو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزندوں کے قدومِ میمنت لزوم سے یہ خطّہ آباد رہا۔ بعد میں اسی خاندان کی ایک شاخ مارہرہ شریف میں سکونت پذیر ہوئی۔ صاحبِ سبع سنابل حضرت میر عبد الواحد بلگرامی (م: 1017ھ / 1608ء) کے بڑے بیٹے میر عبد الجلیل چشتی بلگرامی (م: 1057ھ / 1647ء) وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مارہرہ مطہرہ کو اپنا مستقر بنایا۔

حضرت میر عبد الجلیل چشتی بلگرامی ثم مارہروی (م:8/ صفر 1057ھ / 1247ء) کی پہلی شریکِ حیات (بلگرام والی بی بی) سے چار بیٹے (سید ابو الفتح، سید اویس، سید محمد اور سید ابو الخیر) اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ منجھلے بیٹے سید شاہ اویس قادری چشتی (م:20/رجب 1097ھ / 1686ء) کے گھر 26/ جمادی الآخر 1070ھ / 1659-60ء کو بلگرام میں سید شاہ محمد برکت اللہ کی ولادت ہوئی۔ یہیں والدِ محترم کے زیر سایہ پرورش پائی۔ جیسا کہ اوپر ذکر آچکا، آپ کے دادا میر عبد الجلیل چشتی بلگرام سے رخصت ہو کر مارہرہ جا بسے تھے۔ شاہ برکت اللہ نے بھی اپنے والد کے انتقال کے بعد، بلگرام کے بجائے مارہرہ میں سکونت اختیار کی۔ آپ نہ صرف یہ کہ صاحبِ رشد وہدایت شیخ طریقت تھے بلکہ جلیل القدر صوفی شاعر بھی تھے۔ اردو زبان کی تاریخ شاہ برکت اللہ عشقی وپیمی کے ذکر کے بغیر ادھوری ہے۔[3]

حضور سید شاہ برکت اللہ مارہرویؒ (امام سلسلہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ) تعارف وخدمات

امام سلسلہ برکاتیہ حضرت سید شاہ برکت اللہ عشقی وپیمی مارہرویؒ کی ولادت 26 جمادی الآخرہ 1070ھ میں بلگرام شریف میں ہوئی آپ کے والد ماجد حضرت شاہ اویس ابن عبد الجلیل بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ ، صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ مارہرویؒ سلسلہ برکاتیہ کے بانی اور اپنے وقت کے مشہور صوفی، عالم، مصنف اور شاعر بزرگ تھے، آپ کو بیعت وخلافت سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد ماجد سید شاہ اویسؒ سے حاصل تھی، اس کے علاوہ اپنے چچازاد بھائی سید مربی ابن سید عبد النبیؒ سے بھی سلسلہ قادریہ آبائی میں اجازت وخلافت حاصل تھی۔ فقر وسلوک کے تمام معاملات طے کرنے کے بعد شاہ برکت اللہ صاحبؒ حضرت محی الدین اورنگزیب کے زمانے میں مارہرہ مقدسہ تشریف لائے۔

> ”صاحب البرکات سیدنا شاہ برکت اللہ مارہرویؒ نے باقاعدہ مارہرہ میں سکونت اختیار کی اور رشد وہدایت کے لیے خانقاہ کی بنیاد ڈالی، یہی خانقاہ آج پورے عالم میں خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے نام سے جانی جاتی ہے- یوپی کا یہ گمنام قصبہ صاحب البرکات کی نسبت اور ان کے فیض سے آج طریقت ومعرفت اور رشد وہدایت کی علامت بن گیا ہے“-[4]

”صاحب البرکات حضور سید شاہ برکت اللہ مارہرویؒ کے نام کی نسبت سے ہی اس سلسلے کے تمام مریدین ”برکاتی“ کہلاتے ہیں“-[5]

حضور سید شاہ برکت اللہ مارہرویؒ کے دادا میر عبد الجلیل چشتیؒ بلگرام سے رخصت ہو کر مارہرہ شریف میں سکونت اختیار کی لہذا اس مارہرہ شریف کی نسبت سے اس سلسلے کے مشائخ عظام کو مشائخ مارہرہ مطہرہ کے نام سے بھی منسوب کیا جاتا ہے،

”یو،پی کے ایک ضلع ایٹہ میں شہر ایٹہ سے تقریباً سولہ میل کے فاصلہ پر بجانب مغرب واقع ہے،

یہ مارہرہ مطہرہ قصبہ ہندوستان کے دو بڑے دریاؤں، گنگا اور جمنا کے دوآبہ میں واقع ہے، کوئی بارہ تیرہ ہزار کی آبادی رکھتا ہے، علماء کرام اولیا و صوفیائے عظام، اہل علم و ہنر اور صاحبان صنعت و حرفت کی بستی ہے اور اپنی اسی خصوصیت کی وجہ سے اپنے ضلع کے ایک پرگنہ کا درجہ حاصل کئے ہوئے ہے۔ قصبۂ مارہرہ شریف کا نام روشن و منور کرنے اور اس کی تاریخ کو عزت و عظمت و سربلندی بخشنے کا اصل سہرا باصفا اولیائے کرام و علماء عظام کو تابناک و درخشاں زندگی دینے کا اصل اسی سلسلۂ پاک کے سر ہے جو سلسلہ برکاتیہ کے نام سے مشہور و معروف زمانہ ہے۔"[6]

علمی و تصنیفی خدمات

آپ تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، تاریخ و شاعری سب میں بے مثال صلاحیتوں کے حامل تھے۔ دیوان فارس، پیم پرکاش، مثنوی، ریاض عشق، رقعات صوفیاء آپ کی شعری تصنیف ہیں، فارسی اور عربی میں "عشقی" اور ہندی میں "پیمی" تخلص فرماتے، برج بھاشا کے ایسے بڑے شاعر تھے کہ مشہور ماہر لسانیت پروفیسر مسعود حسن خان نے اپنے تاریخ اردو زبان و ادب کے مقدمہ میں لکھا تھا کہ:" بھاشا کی شاعری شاہ برکت اللہ پیمی کی شاعری کے بغیر ادھوری ہے"۔[7]

آپ نے تمام ریاضتوں، عبادتوں اور سلوک و تصوف کی منزلوں کو طے کرنے کے باوجود کتابوں کے مطالعے کا بہت شوق رکھتے اور خود بھی کتابیں تصنیف فرماتے جن میں (۱) چہار انواع (۲) مجمع البرکات (۳) بیاض (۴) ظاہر و باطن (۵) رسالہ تکسیر (۶) عوارف ہندی (۷) رسالہ تصوف (۸) وصیت نامہ وغیرہ آپ کی قلمی یادگار ہیں

بیسویں صدی کے مشائخ خانقاہ برکاتیہ اور انکی علمی ادبی خدمات

(۱) سید حسن میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف اور وصی و جانشین مفتی سید محمد میاں قادری رحمۃ اللہ علیہ اور خلف اصغر حضرت سید شاہ آل عبا رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید حسین حیدر صاحب کے ہیں ان کے ساتھ ان کے خال محترم حضور تاج العلماء سید محمد میاں اور تلمیذ ارشد حضرت صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمیؒ ہیں۔ سید حسن میاں شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی والدہ ماجدہ سیدہ شہر بانو بیگم بنت سید شاہ اسماعیل حسن صاحب تھیں آپ 10 شعبان 1345ھ / 1927ء شب یک شنبہ کو پیدا ہوئے۔

پیدائش و ابتدائی تعلیم و تربیت

مارہرہ شریف کے خانقاہی مدرسہ قاسم البرکات میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل فرمائی چھوٹی عمر میں ہی قرآن کریم حفظ

کرلیا فارسی تعلیم کا آغاز گھر سے ہی کیا۔ اپنے محترم ماموں مفتی سید شاہ محمد میاں صاحب، سجادہ نشینِ خانقاہ برکاتیہ مارھرہ شریف سے علوم درسیہ مروجہ کا اکتساب کیا مفتی محمد خلیل خاںؒ سے مارہرہ شریف میں ہی منطق وصرف ونحو اور ادب عالیہ میں کمال حاصل کیا اس تعلیم میں ایک خصوصیت جو کسی طالب علم کو نصیب نہ ہوئی یہ تھی کہ جب محمد میاں مارہرویؒ کے ساتھ سید حسن میاں شاہ صاحب تبلیغی دوروں پر گوندل پور' بندر' ترسائی اور کاٹھیاواڑ تشریف لے جاتے تھے تو مفتی محمد خلیل بھی درس وتدریس جاری رکھنے کے لیے ہمراہ جاتے تھے اور اس طرح سفر میں بھی درس کا ناغہ نہ ہوتا تھا۔

بیعت وخلافت

حضرت سید حسن میاں شاہ صاحب کو تمام سلاسل خانوادہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ قدیم وجدید نیز جملہ اذکار واوراد واشغال ومراقبات، وسلسلات، ومصافحات، اور اسانید قراءت قرآن مجید و روایات حدیث حمید دادعیہ معمولہ خاندان کی اجازت اور بیعت و خلافت اپنے ماموں محترم حضرت سید شاہ محمد میاں صاحب سے حاصل ہے آپ مفتی محمد میاں مارہرویؒ کے وصال کے بعد ان کے جانشین اور سجادہ نشین مقرر ہوئے۔[8]

حسن میاں مارہرویؒ کی علمی وادبی خدمات:

(1) مدائح مرشد' اس کتاب میں آپ نے اولیاء خانقاہ برکاتیہ کے حضور مختلف شعراء کے نذرانے جمع فرمائے ہیں۔

(2) دوائے دل' پہلی مرتبہ یہ رسالہ' مارہرہ مطہرہ کی سرزمین سے نکلنے والے ماہنامہ "اہل سنت کی آواز" جلد سوم حصہ ہفتم میں 1372ھ میں طبع ہوا۔ دوسری مرتبہ یہ کتاب مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد سندھ نے بڑی آب وتاب کے ساتھ سنہ 1990ء میں شائع کیا۔

یہ کتاب ان تمام مریضان قلب کے لیے علاج ہے جن کے دل بدعقیدگی اور گمراہی کی بیماری میں مبتلاہیں اس کتاب کو پڑھ کر نہ صرف یہ کہ روحانی بیماریوں کو شفائے ایمان حاصل ہوتی ہے بلکہ خوش عقیدہ مومنوں کے ایمان میں بھی مزید پختگی آتی ہے اور اس میں چار چاند لگتے ہیں حضرت مولف نے گیارہ آیات قرآنیہ' بائیس(۲۲) احادیث نبویہ اور بہت سے اقوال فقہاء دائمہ واولیاء سے مندرجہ ذیل مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

(۲) پروفیسر ڈاکٹر سید امین میاں برکاتی (پروفیسر علی گڑھ یونیورسٹی)

آپ کی ولادت 25 ذی قعدہ 1371ھ مطابق 15، اگست 1952ء بروز جمعہ، قصبہ کاسگنج کے "مشن" اسپتال میں ہوئی۔ آپ کی پی۔ایچ۔ڈی میر تقی میر پر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے مکمل ہوئی۔ حضور محمد میاں مارہرویؒ نے بچپن

ہی میں آپ کو بیعت وخلافت سے نواز دیا تھا۔ والد ماجد حضور حسن میاں مارہرویؒ نے 1945ء میں اپنی سجادہ نشینی کے روز اجازت وخلافت سے سرفراز کیا نیز عرس رضوی کے موقع پر حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاںؒ نے ایک دن میں تین بار خلافت عطا کی۔ [9]

تعلیم وتربیت

حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار حضرت علامہ مفتی سید حسن میاں قادری برکاتیؒ کے علاوہ ، محمد یوسف آفریدی، منشی سعید الدین، حافظ عبد الرحمن عرف حافظ کلّو، والدہ ماجدہ اور پھوپھیوں سے حاصل کی۔ علم تکسیر کے ابتدائی اسباق اپنے حضرت سید آل مصطفی برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ سے پڑھے، درس نظامی کتب مفتی محمد خلیل خاں علیہ الرحمۃ اور سید غلام جیلانی سے پڑھیں، ڈاکٹر سید محمد امین میاں نے مزید جدید علوم وفنون کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا رخ کیا، اور وہاں رہ کر اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ آپ نے 1981ء میں مسلم یونیوسٹی علی گڑھ سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

خدمات

حضرت ڈاکٹر سید محمد امین برکاتی مدظلہ نے فراغت کے بعد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں چند برس درس وتدریس کے منصب پر فائز رہ کر خدمات انجام دیں۔ 1983ء سے چند سال سینٹ جانس کالج آگرہ میں شعبہ اردو کے صدر کی حیثیت سے فرائض انجام دئے آج بھی علی گڑھ یونیورسٹی کے شعبہ اردو سے منسلک ہیں۔ ڈاکٹر سید محمد امین میاں متحرک اور فعال شخصیت ہیں۔ سنیت کی اشاعت میں بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ نہایت سنجیدہ نیک طینت، خوش کردار اور رحم دل واقع ہوئے ہیں۔ طبیعت میں ودیعت کے طور پر سادگی وسنجیدگی زیادہ پائی جاتی ہے۔

تصانیف

ڈاکٹر سید محمد امین میاں اب تک کئی کتابیں تصنیف وترجمہ فرما چکے ہیں۔ آپ کے مقالات ماہنامہ سنی دنیا بریلی، ماہنامہ استقامت کانپور، اور ماہنامہ حجاز جدید دہلی میں چھپتے ہیں۔ آپ نے ادبی، مذہبی، تنقیدی، تحقیقی مقالات لکھے جن کو اہل علم نے وقعت اور اہمیت کی نظر سے دیکھا۔(۱)سید شاہ برکت اللہ حیات اور علمی کارنامے ،(۲)ترجمہ اردو سراج العوارف(۳)ترجمہ اردو آداب السالکین(۴)ترجمہ رسالہ چہار انواع(۵)میر تقی میر(۶)ادب، ادیب اور اصناف(۷) قائم چاندپوری حالات اور علمی کارنامے(۸)شاہ حقانی کا اردو ترجمہ وتفسیر قرآن مجید کی جدید انداز میں ترتیب۔ [10]

پروفیسر سید امین میاں برکاتی صاحب کی تدریسی ودیگر خدمات

آپ شعبہ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں بحیثیت لیکچرار منتخب ہوئے اس کے بعد "سینٹ جانس کالج آگرہ" لیکچرر

ہوگئے ، لگ بھگ آٹھ برس درس و تدریس میں گزارے ، مسلم یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں بحیثیت ریڈر واپس تشریف لائے اور اب پروفیسر کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہیں جو یونیورسٹی کے اعلیٰ تعلیم کی درس و تدریس کا سب سے بڑا منصب سمجھا جاتا ہے۔[11]

2004ء میں جامعہ البرکات کا قیام (۲) 1999ء میں مجلس برکات کا قیام (۳) جامعہ اشرفیہ میں 2004ء میں مجلس شرعی کا احیا (۴) 2012ء میں مارہرہ شریف میں جامعہ احسن البرکات کا قیام۔[12]

ڈاکٹر سید امین میاں برکاتی صاحب کے بین الاقوامی اعزاز

آپ کی خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے امریکہ اور جارڈن اسلامک اسٹڈیز سینٹر کے باہمی اشتراک سے ہوئے سروے میں پوری دنیا کے 500 مشاہیر مسلمانوں میں 44واں مقام دیا گیا آپ پچھلے کئی سالوں سے عالمی مشاہیر کی اس فہرست میں جگہ بنائے ہوئے ہیں۔

البرکات انسٹی ٹیوشن کا قیام

شمالی ہند میں علی گڑھ کی معیاری درس گاہ "البرکات انسٹی ٹیوشن" (جامعہ البرکات) قائم ہوئی۔ جو عصری تعلیم کا پر شکوہ مرکز ہے جہاں ضروری دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اسے خانقاہ برکاتیہ مارہرہ نے قائم کیا ہے۔ حسن تعمیر کا یہ مرقع اپنی فعالیت کے اعتبار سے بھی ممتاز مقام رکھتا ہے۔ قوم کی اعلیٰ تعلیمی تربیت کے ساتھ معیار علم میں اس کا اپنا مزاج ہے جس کی خدمات کا ذکر مسلم یونی ورسٹی کے کئی سینئر اساتذہ نے کیا۔

(۳) پروفیسر اشرف میاں برکاتی صاحب

آپ حضرت احسن العلماء سید حسن میاں مارہرویؒ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت 8، جولائی 1985ء / 14، شعبان 1374ھ کو مناہل سیتاپور میں ہوئی۔ حضرت سید العلماء نے آپ کا نام سید محمد اشرف رکھا۔

ابتدائی تعلیم و اساتذہ کرام

بسم اللہ خوانی والد ماجد حضور سید حسن میاں مارہرویؒ نے کرائی۔ آپ کی تعلیم کا آغاز مدرسہ قاسم البرکات سے ہوا۔ قرآن عظیم کا درس حضرت والد ماجد، پھوپھی صاحبہ سیدہ حافظہ عائشہ خاتون اور سیدہ حافظہ زاہدہ خاتون اور حافظ عبدالرحمن نے دیا۔ اردو کی تعلیم منشی سعید الدین اور منشی نصیر احمد نے دی۔ قصبہ سے ہائی اسکول کرکے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں داخل ہوئے جہاں سے بی۔اے آنرس اور پھر ایم۔اے، گولڈ میڈل کے ساتھ پاس کیے UPSC مقابلہ جاتی امتحان میں حصہ لیا، پہلے IPS کے عہدے کے لیے منتخب ہوئے لیکن والد ماجد کی اس سروس میں مرضی نہ دیکھتے ہوئے IPS میں جوائن نہیں کیا۔ پھر Civil Services کے امتحان میں شریک ہوئے اور دوبارہ

IRS میں آپ کا انتخاب ہوا۔

شرف ملت کو یہ شرف حاصل ہے کہ Civil Services Exam کو اردو میڈیم کے ساتھ کامیابی حاصل کرنے والے آپ پہلے امیدوار ہیں۔ انڈین ریونیو سروس (IRS) میں مختلف اعلیٰ عہدوں پر رہتے ہوئے فی الوقت ممبر انکم ٹیکس سیٹلمینٹ کمیشن کے عہدے پر فائز ہیں۔

حضرت محمد میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے ولادت کے بعد ہی سیتاپور جاکر آپ کو بیعت سے مشرف کیا۔ والد محترم حضرت احسن العلماء اور بڑے ابّا حضرت سید العلماء (سید آل مصطفیٰ سید میاں مارہرویؒ) اور حضرت وارث پنجتن نے تمام سلسلوں کی خلافت واجازت عطا فرمائی لیکن آپ انکساری کے سبب لوگوں کو داخل سلسلہ نہیں فرماتے۔[13]

آپ کا نکاح پروفیسر سید علی اشرف صاحب مرحوم، سابق وائس چانسلر جامعہ ملّیہ کی صاحبزادی سید نشاط اشرف صاحبہ سے ہوا۔ سیدہ نشاط اشرف صاحبہ نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی گرلس کالج سے M.Sc (Chemistry) کی ڈگری حاصل کی ہے۔ آپ کے دو بیٹے سید نبیل اشرف، سید ناظم اشرف اور ایک بیٹی سیدہ شفا اشرف ہیں۔ ایک بیٹا اور ایک بیٹی ابھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بڑے صاحبزادے سید نبیل میاں حال ہی میں Probationary Officer کے امتحان میں کامیاب ہو کر Indian Overseas Bank میں مینجر ہیں۔

دنیاوی اعتبار سے بڑے منصب پر فائز ہونے کے باوجود خانوادہ کے تمام امتیازات سے بھی آپ کو خوب حصہ ملا۔ دینی مزاج، علما و مشائخ کا احترام، عشق رسول ﷺ بزرگان دین سے محبت، تواضع وانکساری، خلوص ومحبت، مروت اور سنجیدگی وبردباری جیسی اچھی صفات آپ کی شخصیت وکردار میں رچی بسی ہیں۔ غریبوں کی مدد کے لیے ہر وقت خوشی سے تیار رہنا آپ کو سب سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔ حضرت شرف ملت بہت باتدبیر اور حلیم شخصیت کے حامل ہیں۔ چھوٹے جملوں میں بڑی بڑی نصیحتیں کر دینا آپ کی شخصیت کا اہم حصہ ہے۔[14]

پروفیسر اشرف میاں برکاتی صاحب کی ادبی خدمات

آپ کا شمار برصغیر کے ممتاز افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ آپ کو اردو ادب اور تصنیف وتالیف سے خاص شغف ہے۔ افسانے، کہانیاں اور ناول لکھنے کے علاوہ آپ بلند پایہ شاعر بھی ہیں۔ نعت ومنقبت کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔ آپ کی بہت سی تصنیفات منظر عام پر آچکی ہیں۔ آپ کی علمی اور ادبی خدمات پر آپ کو حکومت ہند کی جانب سے ساہتیہ اکادمی ایوارڈ بھی حاصل ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ کتھا ایوارڈ، Lifetime Achievement Award for Fiction ابھی حال ہی میں مدھیہ پردیش حکومت کی جانب سے اقبال سمان کے لیے بھی آپ کا نام تجویز ہوا ہے۔ آپ کی تصانیف یہ ہیں:

(۱) صلوعلیہ وآلہٖ: یہ حمد، نعت اور مناقب کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب بھی چھپ کر عاشقان رسول سے دادو

تحسین وصول کر چکی ہے۔

(۲) بادِ صبا کا انتظار: یہ کہانیوں کا مجموعہ ہے جس پر آپ کو صوبائی حکومت کی طرف سے ساہتیہ اکادمی ایوارڈ کے ساتھ ایک لاکھ نقد انعام اور تصنیفی سند پیش کی گئی ہے۔ یہ 2001ء میں شائع ہوا تھا۔

(۳) ڈار سے بچھڑے: یہ بھی آپ کی تخلیقی کہانیوں کا پہلا مجموعہ ہے جو اب کئی کالجز کے اردو کے نصاب میں شامل ہے۔

(۴) نمبر دار کا نیلا: یہ ایک عمدہ ناول ہے جس میں نیلا کردار کے ذریعے آپ نے انسانوں کے مختلف کردار کو پیش کیا ہے۔ اس کے بارے میں ہندوستان کے ایک بڑے ادیب اور نقاد شمس الرحمن فاروقی نے کہا کہ ''ایسا ناول تو انگریزی زبان میں بھی نہیں پڑھا''۔

(۵) میرا من قصہ سنو: یہ بھی آپ کا تخلیقی ناول ہے جو چار حصوں پر مشتمل ہے۔

(۶) آخری سواریاں: یہ ناول حضرت شرف ملت کا گذشتہ سال شائع ہوا۔ الحمد للہ اس ناول کو اس وقت افسانوی ادب کا ایک بڑا شاہکار تصور کیا جا رہا ہے۔

حضرت اشرف میاں برکاتی مسلم یونیورسٹی کی طالب علمی کی زندگی میں بے حد ممتاز اور محبوب شخصیت شمار کیے جاتے تھے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی آل انڈیا سر سید ڈیبیٹ میں دوبار خطاب حاصل کیا۔ انجمن اردوئے معلی کے سکریٹری اور علی گڑھ میگزین کے ایڈیٹر رہے۔ یونیورسٹی لٹریری کلب کے بھی سکریٹری رہے۔ ان کے علاوہ درجنوں علمی وادبی مضامین، غزلیں اور نظمیں ہندوستان اور بیرونِ ہند کے بڑے رسالوں میں چھپ چکے ہیں۔ آپ کی کئی کہانیوں کے ترجمے دوسری زبانوں میں چھپ چکے ہیں۔

پروفیسر اشرف میاں برکاتی صاحب کی شخصیت وخدمات پر تحقیقی کام

آپ کی ادبی وعلمی خدمات پر برصغیر پاک وہند کی مختلف جامعات میں .M.Phil اور PhD سطح پر کام ہو رہا ہے، اس سلسلے میں 2014ء میں سید مدثر احمد نے گرونانک یونیورسٹی امرتسر، پنجاب سے پروفیسر برکت علی کی نگرانی میں PhD کی سند حاصل کی جس کا عنوان '' سید محمد اشرف کی افسانہ نگاری ایک تجزیاتی مطالعہ '' تھا۔ اس کے علاوہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، دہلی یونیورسٹی، کشمیر یونیورسٹی میں آپ کی ادبی خدمات پر .Ph.D اور .M.Phil ہو رہی ہے۔ اس سال علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں صدام حسین نے شرف ملت کی ادبی خدمات پر .Ph.D میں داخلہ لیا ہے۔

علم کی ترویج واشاعت کا خاندانی وصف بھی آپ میں خوب خوب موجود ہے۔ البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی کے آپ نائب صدر ہیں اور اس کی منصوبہ سازی اور ادارہ سازی میں آپ حضرت امین ملت کے کندھے سے کندھا ملا کر

خدمات انجام دے رہے ہیں۔

(۴) رفیق ملت سید نجیب میاں برکاتی

سید شاہ نجیب حیدر حضور احسن العلماء علامہ سید حسن میاں مارہرویؒ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ آپ یکم جولائی 1968ء میں مارہرہ شریف میں پیدا ہوئے۔[15]

ابتدائی تعلیم وتربیت

قرآن عظیم اپنی پھوپھی سیدہ حافظہ زاہدہ خاتون سے اور کچھ حصّہ اپنے والد ماجد حضور احسن العلما سے پڑھا۔ اردو کی تعلیم والدہ ماجدہ نے دی۔ آگرہ یونیورسٹی سے گریجویشن کرنے کے بعد آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ ہی رہے اور خانقاہ برکاتیہ کی خدمات انجام دینے میں ان کی مدد فرماتے رہے۔ والد ماجد نے آپ کی تربیت اس انداز سے کی ہے کہ آپ خانقاہ، درگاہ، عرس اور جائداد کے معاملات اور انتظامات کی نگرانی میں ماہر ہوگئے۔ سلسلے کے تمام مریدین ومتوسلین سے آپ کا رابطہ رہتا ہے۔ اپنی خوش مزاجی اور نرم اخلاق کے باعث بہت مقبول ہیں۔

حضرت رفیق ملت کو بیعت حضرت مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ سے ہے۔ سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں خلافت واجازت اپنے والد ماجد اور وارث پنجتن رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ حضرت امین ملت ڈاکٹر سید امین میاں برکاتی مدظلہ نے اپنی رسم سجادگی کے موقع پر سب سے پہلے خلافت آپ کو عطا فرمائی۔ ان بزرگوں کی حیات میں ہی معرفت کی چاہت رکھنے والے حضرت آپ کی خداداد صلاحیتوں اور کیفیات جذب کو دیکھ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت ہونے لگے۔

آپ کو آپ کے تایا حضرت وارث پنجتن نے گود لیا اور آپ کو اپنا وارث وولی عہد اور سجادہ نشین اپنی حیات ظاہری میں فرمادیا۔ ان کے چہلم کے دن علماء ومشائخ کی موجودگی میں آپ سجادۂ عالیہ نوریہ پر جلوہ افروز ہوئے۔

اپنے قصبے مارہرہ میں آپ بہت مقبول ہیں اور یہاں کے لوگ آپ کو بہت چاہتے بھی ہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے دل درمندی کی دولت سے نوازا۔ آپ جہاں تک ہوسکتا ہے بندگانِ خدا کی ہر جائز خدمت کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں ۔ مہمان نوازی میں بھی اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ آپ کی انہی خوبیوں کی وجہ سے علماء کرام آپ سے بڑی محبت فرماتے ہیں۔ مسجد برکاتی میں جہاں آپ کے والد نے 54 برس تک خطابت کی خدمت انجام دی اب وہ خدمت آپ کے سپرد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقریر کا جوہر عطا کیا ہے۔ ہزاروں لاکھوں کے مجمع میں برجستہ تقریر کرتے ہیں تو ایک عجیب جذب کی کیفیت طاری رہتی ہے جو اپنے سننے والوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے۔[16]

خانقاہ برکاتیہ میں تعمیر، درگاہ کے انتظام، تمام اہتمام عرس، مشائخ کی سالانہ فاتحہ، زائرین درگاہ سے ملاقات جیسے تمام کام آپ بخوبی کرتے ہیں۔ آپ پیر طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے منتظم ہیں، ان کو کام کرنے وکرانے کا ہنر

اور سلیقہ خوب آتا ہے۔

اپنے وطن مارہرہ شریف میں قصبے کے لوگوں کے لیے اعلیٰ تعلیم کے واسطے حضرت رفیق ملت نے "مارہرہ پبلک اسکول " شروع کیا جس میں 900 بچے ہیں "جامعہ احسن البرکات" ان کی نگرانی میں چل رہا ہے اور امید ہے کہ آنے والے دنوں میں یہ دارالعلوم اہل سنت کا فخر ہو گا۔ آپ کے والد کے وصال کے بعد آپ نے ملک کے کونے کونے میں تبلیغی دورے کیے اور سلسلہ برکاتیہ کے فروغ کے لیے بڑی کوششیں کیں۔ حضرت رفیق ملت علمائے کرام سے محبت فرماتے ہیں، ان کی خاطر تواضع میں رفیق ملت کا انداز داد دینے کے قابل ہوتا ہے۔

آپ کی سیرت کا ایک پہلو، ان کی شخصیت کو امتیازی صف میں لا کھڑا کرتا ہے اور وہ ہے ان کی سماجی خدمات کا ذوق۔ بیماروں کا علاج کرانے، بچیوں کی شادیاں کرانے، لوگوں کے گھر کی تعمیر کرنے میں وہ خود کو ہمیشہ اول صف میں رکھتے ہیں۔ ان کا دستر خوان بہت وسیع ہے۔ خانقاہ میں ان کے دم سے سخاوت اور ضیافت کی بہاریں ہیں۔ [17]

پاکستان میں مشائخ برکاتیہ کی علمی وادبی خدمات

(ا) مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتیؒ

مفتی محمد خلیل خاں برکاتیؒ کا شمار ان اولین مشائخ عظام میں ہوتا ہے جنھوں نے سرزمین پاکستان میں سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی نشر و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ خواجہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب کا آبائی شجرہ اسطرح ہے:

> محمد خلیل خاں بن عبدالجلیل خان بن اسماعیل خان بن سردار خان بن فیض اللہ خاں، آپ کا تعلق لودھی خاندان سے ہے۔ تاریخ کے مطابق لودھی خاندان میں تین بادشاہ گزرے ہیں، جنہوں نے ہندوستان پر حکومت کی ہے، جن میں بہلول لودھی، سکندر لودھی، اور ابراھیم لودھی۔ [18]

خاندانی پس منظر وابتدائی احوال

آپ کے والد عبدالجلیل خاں لودھی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے آپ کا تعلق ایک زمیندار گھرانے سے تھا، آپ کے دو صاحبزادے عبدالقدیر خاں اور دوسرے خلیل خاں، علامہ خلیل خاں ضلع علی گڑھ (انڈیا) کی ایک ریاست دادوں میں ملحقہ موضع کھریری میں جولائی ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابھی آپ چھ دن کے تھے کہ والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد آپکی والدہ ماجدہ آپ کو لیکر مارہرہ شریف آگئیں جو کہ آپکا ننھیال بھی ہے ابھی آپ سن شعور تک بھی نہ پہنچے تھے کہ والدہ ماجدہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ چنانچہ آپ کے چچا محمد یعقوب خان نے آپ کی اور آپ کے بھائی عبدالقدیر خاں کی پرورش کی۔ [19]

ابتدائی تعلیم

مروجہ دستور کے مطابق ابتداء میں آپ نے اسکول کی تعلیم مارہرہ شریف میں ہی حاصل کی اور 1934ء تک مڈل پاس کرلیا۔ اسکے بعد علم دین کا آغاز ہوا ۔ اورریاست مینڈو کے مدرسہ یوسفیہ میں چھ ماہ تک گلستان بوستان تک تعلیم حاصل کی۔

اسکے بعد دادوں ضلع علیگڑھ چلے گئے۔ دادوں میں نواب ابو بکر خاں شروانی کا مدرسہ حافظیہ سعیدیہ بہت مشہور تھا۔ جب آپ یہاں آئے تو ذوالحجہ 1353ھ کا وقت تھا۔ دینی مدارس میں عموماً داخلے شوال میں ہوتے ہیں۔ داخلہ کی تاریخ تو نکل گئی تھی ۔ علامہ اپنے ایک، بزرگ مولاناعبدالحفیظ صاحب کو ساتھ لیکر نواب صاحب کے پاس گئے، نواب صاحب نے داخلہ دینے سے انکار کر دیا۔ لیکن آپ سے چند سوالات کے بعد آپ کو داخلہ دینے پر رضامند ہو گئے اور پھر آپ نے اسی مدرسہ میں دورہ حدیث تک تعلیم مکمل کی۔[20]

اساتذہ کرام

آپ نے اس مدرسہ میں جن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ان میں مشہور علماء کرام کے نام درج ذیل ہیں

(1) علامہ مولانا محمد شریف خاں صاحبؒ (2) علامہ مولانا امین الدین چھرّویؒ

(3) علامہ مولانا نور محمدؒ (4) علامہ امجد علی اعظمیؒ المعروف صدر الشریعہ

علامہ صاحب نے صدر الشریعہ امجد علی اعظمیؒ کی سرپرستی میں ابتداء تا انتہاء اپنی تعلیم مکمل کی۔ اور ۱۳۶۳ھ میں یہیں صدر الشریعۃ سے دورہ حدیث کیا۔

آپ کا شمار مدرسہ کے بہترین طلباء میں ہوتا تھا۔ علامہ صاحب کے رفقاء درس کے نام خود امجد علی اعظمی صاحب نے بہار شریعت کے آخر میں عرض حال میں بیان کیے ہیں۔ اور آپ کا شمار اپنے بہترین شاگردوں میں کرکے آپ کو خراج محبت پیش کیا ہے۔ جو صدر الشریعہ کا اپنے شاگرد علامہ خلیل خاں صاحبؒ سے محبت اظہار ہے۔

دستار بندی

علامہ جب 1362ھ کے آخر میں سال ہفتم کی تعلیم مکمل کرچکے تو علامہ امجد علی اعظمیؒ صاحب بہار شریعت المعروف صدر الشریعہ نے دورہ حدیث میں شریک ہونے کا حکم فرمادیا۔ بالآخر آپنے 1945ء میں درس نظامی مکمل کرلی۔

فراغت تعلیم کے بعد تبلیغی خدمات

جب مارہرہ شریف واپس آئے تو یہاں مدرسہ قاسم البرکات سرکار کلاں میں مدرس ہوئے اور تقریباً ڈیڑھ سال یہاں پڑھایا۔ ساتھ ہی ساتھ معاش کے لئے تجارت بھی کی۔ 1366ھ میں میرٹھ چھاؤنی میں اسکول ماسٹر مقرر ہوئے۔ چھ ماہ بعد صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ کے کہنے پر استعفاء دے دیا اور مدرسہ قمر الاسلام میرٹھ

میں صدر مدرس کی حیثیت سے مقرر ہوئے۔ اسی اثنا میں تاج العلماء محمد میاں مارہروی نے طلب فرمایا تو 1367ھ میں مارہرہ شریف واپس آگئے اور مدرسہ میں 1367ھ تا 1370ھ بحیثیت صدر مدرس اور جامع مسجد شیشگراں میں بحیثیت خطیب و امام خدمات سر انجام دیں۔

پاکستان آمد

یہ وہ دور تھا جب تحریک پاکستان عروج پر تھی اور ہندوستان میں حالات بگڑتے جا رہے تھے اور اسی اثناء میں پاکستان بن گیا اور 16 فروری 1948ء کو مفتی محمد خلیل خاں علیہ الرحمۃ کی شادی بھی ہوگئی۔ مفتی محمد خلیل خاں علیہ الرحمۃ کے سسرال والے کچھ عرصہ بعد پاکستان ہجرت کر گئے۔ اسی دوران مفتی محمد خلیل خاں علیہ الرحمۃ کے ہاں ایک بچی کی ولادت بھی ہوئی۔ حالات سازگار نہ ہوئے تو مفتی محمد خلیل خاں علیہ الرحمۃ بھی 1370ھ / 1950ء میں اپنے اہل خانہ کے ہمراہ پاکستان آگئے۔ کچھ عرصہ میر پور خاص (ضلع تھرپارکر) میں، پھر کراچی میں قیام کیا، بالآخر حیدرآباد سندھ میں مستقل طور پر آباد ہوگئے۔[21]

جس وقت علامہ مفتی محمد خلیل خاں علیہ الرحمۃ حیدرآباد تشریف لائے اس وقت ایسا باقاعدہ کوئی دینی ادارہ موجود نہیں تھا جہاں قرآن وحدیث فقہ کے مسائل پڑھے اور پڑھائے جاتے ہوں، اور عوام میں اکثریت ہندوانہ رسم ورواج کے اثرات موجود تھے، اس وقت لوگوں کو دینی مسائل سکھانے والے یہاں بہت کم تھے اور لوگوں کا رجحان دین کی طرف بہت کم تھا۔ چنانچہ آپ نے تقریر وتصنیف کے ذریعہ لوگوں میں تبلیغ کی، اور تدریس کے ذریعہ دینی علوم پھیلائے اور اس وقت کے مشہور علمائے حیدرآباد کے ساتھ ملکر لوگوں کو دین کی طرف راغب کیا۔ اور ایک دینی ادارہ قائم کیا جس کا نام احسن البرکات تجویز کیا گیا۔ شوال 1371ھ 1952ء میں دارالعلوم احسن البرکات کی بنیاد رکھی، جو سندھ اور بلوچستان میں ممتاز حیثیت کا حامل ادارہ ہے، حیدرآباد میں قائم یہ پہلا مدرسہ تھا جس کی وجہ سے اس کو " ام المدارس" بھی کہا جاتا ہے۔

شہر حیدرآباد کا پہلا فتویٰ: حیدرآباد شہر میں باقاعدہ پہلا فتویٰ دارالعلوم احسن البرکات نے 1955ء میں جاری کیا، یہ اعزاز بھی دارالعلوم احسن البرکات کو حاصل ہے۔[22]

شہر حیدرآباد کا پہلا اوقات نماز کا نقشہ اور ریڈیو پاکستان (حیدرآباد) سے وابستگی

حیدرآباد تشریف لانے کے بعد حیدرآباد میں کوئی مستند نقشہ نماز موجود نہ تھا آپ نے اس کمی کو پورا کیا اور نقشہ نماز اوقات تحریر کیا، ریڈیو سے دارالعلوم کی وابستگی اس وقت عروج پر پہنچی جب ریڈیو پاکستان حیدرآباد نے رمضان المبارک کے مہینے میں سحری وافطار کے اوقات نشر کرنے کو خلیل العلماء حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں البرکاتی القادری کے ترتیب دیئے

ہوئے نقشہ سے اوقات نماز کو منسلک کر دیا اور مفتی خلیل خاںؒ کے مشورے سے سحری وافطاری کے اوقات احتیاطی منٹ کے ساتھ نشر ہوتے رہے۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور ریڈیو پاکستان حید آباد کے ذمہ دار افراد اس شرعی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے احسن البرکات میں تشریف لا کر ہی اپنے اطمینان کی تکمیل کرتے ہیں۔

وصال باکمال: علم و فضل کا یہ چمکتا ہوا آفتاب ۲۸/ رمضان المبارک 1405ھ /۱۸/ جون 1985ء کو افطار سے چند منٹ بیشتر غروب ہو گیا۔ آپ کے انتقال کی خبر بڑی تیزی سے پھیلی اور علماء و عوام کی بڑی تعداد نے بحالت روزہ آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ درگاہ حضرت سید نا سخی عبد الوہاب شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔[23]

علامہ مفتی خلیل خان کی علمی وادبی خدمات

علامہ صاحب بحیثیت مصنف: حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاںؒ، قیام پاکستان کے بعد پاکستان تشریف لے آئے۔ تقریباً اٹھارہ ہزار فتاویٰ جاری کئے جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہیں، اس کے علاوہ تقریباً ساٹھ کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں اکثر تصانیف طبع ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں اور کچھ تصانیف زیر طبع ہیں۔ اور کچھ رسائل کو کتابی صورت میں جمع کر دیا گیا ہے۔ فصل کے آخر میں آپ کی تصانیف کی فہرست شائع کی جائے گی۔

تفسیری خدمات

(1) خلاصۃ التفاسیر، قرآن کریم کے سترہ پاروں کی تفسیر ہے، جو کہ زیر طبع ہے

(2) تفسیر سورۃ النور، جو کہ کتابی شکل میں چادر اور چار دیواری کے نام سے مشہور ہے، اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ (The Vill) موجود ہے۔

(3) نشری تفسیر (ریڈیو پاکستان حیدرآباد سے آپ پروگرام " صراط مستقیم" میں قرآن کریم کی تفسیر فرماتے تھے، آپ کی تفسیر کا صوتی ریکارڈ آج بھی ریڈیو پاکستان میں موجود ہے، علامہ برکاتی صاحب ریکارڈ کے حصول کے بعد اسے کتابی شکل اختیار دے چکے ہیں جو کہ جلد منظر عام پر آئے گی)

حدیث میں خدمات

(1) چہل احادیث

فقہی خدمات

(1) احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ جو کہ تین جلدوں پر مشتمل ہے (یہ ایک انتخاب ہے)

(2) ہماری نماز (مسائل نماز پر مشتمل ہے)

(3) الصلوٰۃ (نماز کے مسائل پر مشتمل ہے)

(4) سنی بہشتی زیور (مردوں، عورتوں کے مسائل پر مشتمل ہے) دور حاضر میں شادی بیاہ میں دیے جانے والا ایک بہترین تحفہ ہے۔ اس کتاب کا مختلف زبانوں میں ترجمہ انگریزی، ھندی، سندھی اور فرنچ زبان میں موجود ہے۔

(5) ہمارا اسلام (بچوں، بڑوں کے لئے بنیادی عقائد پر مشتمل ایک عمدہ کتاب ہے) اس کتاب کا، انگریزی زبان میں (Glorius Relegion) اور سندھی میں (اسان جو اسلام) اور ھندی اور فرنچ زبان میں ترجمے موجود ہیں۔

(6) معراج المومنین (نماز کی فضیلت اور اس کے مسائل پر مشتمل ہے)

(7) احکام الزکوٰۃ (زکوٰۃ کے مصارف و مسائل پر مشتمل ہے)

(8) شرح کتاب الحج

علامہ صاحبؒ کی تصوف میں خدمات

(1) نور علیٰ نور، ترجمہ سراج العوارف از وارث الاکابر سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاںؒ

(2) سبع سنابل، ترجمہ میر سید عبد الواحد بلگرامیؒ کی تصوف پر جامع کتاب ہے

(3) فیصلہ ہفت مسئلہ مع توضیح و تشریح حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی تصنیف کی شرح

علامہ صاحبؒ کی علم عقائد میں خدمات

(1) عقائد الاسلام (علم عقائد پر مشتمل ہے) شاہ ولی اللہ کے عربی رسالے "العقیدۃ الحسنہ" کا اردو ترجمہ وشرح

(2) دس عقیدے امام احمد رضا خاںؒ کی کتاب کی شرح

علامہ صاحبؒ کی معاشرتی مسائل پر مشتمل کتب

(1) اسلامی گفتگو، چھوٹے بچوں، بچیوں کو حکایات اور نصیحت کے حوالے سے ہے

(2) دعائیں، ترجمہ و شرح قرآن و حدیث میں آنے والی دعاؤں کا مجموعہ

(3) روشنی کی طرف، ترجمہ و شرح امام غزالی کی کتب المنقذ من الضلال

(4) موت کا سفر ابن حجر کی کتاب المنبہات کا اردو ترجمہ

(5) حکایات رضویہ امام احمد رضا خاںؒ کی کتب سے انتخاب

(6) خنجر آبدار بر فرقہ خاکسار

(7) حقوق الاولاد اولاد کے حقوق و مسائل پر مشتمل

(8)	آئینہ حق نما	
(9)	درود و سلام	درود و سلام کی فضیلت پر مشتمل ہے
(10)	تحفہ عید قربان	مسائل قربانی پر مشتمل ہے
(11)	تحفہ رمضان	رمضان کی اہمیت و فضیلت، و مسائل کو کتاب میں شامل کیا گیا ہے
(12)	تحفہ محرم	محرم الحرام کی فضیلت اہمیت اور مسائل
(13)	تحفہ عید الفطر	عیدین کے مسائل

علامہ صاحب کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کے بعد جو باتیں سامنے آتی ہیں وہ یہ کہ علامہ صاحب کا انداز مناظرانہ نہیں بلکہ معلمانہ ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں کل اٹھارہ ہزار تین سو پچاس ۱۸۳۵۰ صفحات تصنیف فرمائے اور یہ اتفاق ہے کہ شعور کے بعد آپ کی زندگی کے کل ایام بھی (۵۱ سال) اٹھارہ ہزار تین سو پچاس بنتے ہیں۔ فتاویٰ خلیلیہ کے علاوہ اٹھارہ ہزار فتاویٰ کا عظیم الشان ذخیرہ اس کے علاوہ ہے، جو ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے۔

آپ کی تمام تصانیف عوام و خواص کے لئے مفید اور قبولیت عامہ کی حامل ہیں۔ خاص طور پر ''ہمارا اسلام'' اور ''سنّی بہشتی زیور'' کو حیرت انگیز مقبولیت حاصل ہوئی، ہمارا اسلام کا ترجمہ سندھی، ڈچ، ہندی، بنگالی اور انگریزی میں شائع ہو چکا ہے، مفتی صاحب کا انداز مناظرانہ نہیں بلکہ معلمانہ ہے۔

(۲) مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

خلیفہ مجاز حضور احسن العلماء مفتی سید مصطفی حیدر حسن میاں مارہروی، خلیفہ و جانشین مفتی محمد خلیل خاںؒ

آپ کا اسم گرامی غلام محی الدین خان لودھی عرف احمد میاں برکاتی، مفتی، کنیت : ابو حماد (تمام شاگرد مریدین اور خاندان کے سب بچے آپ کو ''آغاجان'' کے نام سے پکارتے ہیں)، عرفیت : احمد میاں برکاتی (تمام حلقوں میں اسی نام سے پہچانے جاتے ہیں) تخلص : حافظؔ، شاعری سے بھی رغبت ہے اور حضرت سید محمد مرغوب اختر الحامدی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

ولدیت: محمد خلیل خاں قادری برکاتی، مفتی، علامہ، خلیل العلماء، خلیلِ ملّت ولادت :29 ستمبر 1951ء، 27 ذوالحجہ 1370ھ میرپور خاص سندھ

ابتدائی تعلیم

والد گرامیؒ مفتی محمد خلیل خاںؒ سے دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد، میں حصول علم کا آغاز کیا، نیز حفظ قرآن سے فراغت گیارہ سال کی عمر میں اسی مدرسے میں ہوئی۔ قرآن کریم شیخ القراء، حضرت قاری عبد اللطیف ملتانی اور حضرت

قاری سید منظور حسین شاہ صاحب (مدینہ مسجد سرے گھاٹ حیدرآباد) سے مکمل کیا۔ یہ دونوں اساتذہ حیدرآباد میں مدرس تھے۔ اردو، حساب اور خوشخطی والد گرامی سے سیکھے۔ درس نظامی میں کنز الدقائق تک کتب، احسن البرکات میں پڑھیں، جہاں والد گرامی کے علاوہ مولانا محمد عبد الحفیظ قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا فضل سبحان آف مردان سے استفاضہ کیا۔[24]

تکمیل علوم دینیہ: 1966ء میں دارالعلوم امجدیہ کراچی میں داخلہ لیااور حضرت علامہ محمد حسن حقانی علیہ الرحمۃ، مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ، حضرت قاری مصلح الدین صدیقی قادری علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ اور ممتاز المحدثین حضرت علامہ عبد المصطفیٰ ازہری رحمۃ اللہ علیہ سے کتب درسِ نظامی اور کتب حدیث پڑھیں۔ دورۂ حدیث حضرت علامہ ازہری صاحب اور حضرت مفتی محمد وقار الدین صاحب علیہم الرحمۃ والرضوان سے کیا۔

سند فراغت و دستار بندی: 1973ء میں دارالعلوم امجدیہ کراچی سے سند الفراغ عطا ہوئی۔ 1974ء میں مفتی محمد خلیل خاںؒ نے دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد سے خصوصی طور پر سند حدیث اور سند قرآن عطا فرمائی۔

مفتی صاحب کی قابلیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ 1982ء میں آپ واحد شخص تھے جو قاضی کے امتحان میں پاس ہوئے۔ " 1982ء میں لاہور سے قاضی کورس کا امتحان دیا، جس میں کراچی سینٹر سے 55 علماء کرام نے شرکت کی اور صرف ایک (یعنی مفتی صاحب) نے قاضی کورس کا امتحان پاس کیا"۔

تدریسی خدمات: (۱) مدرس و نائب مفتی دارالعلوم امجدیہ کراچی 1974ء تا 1976ء، (۲) مدرس و ناظم تعلیمات و مفتی احسن البرکات، حیدرآباد 1976ء تا 1985ء، (۳) شیخ الحدیث و پرنسپل و مفتی اعلیٰ دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد 1985ء تا حال، (۴) پرنسپل احسن البرکات اورینٹل کالج، 1989ء تا حال، (۵) پرنسپل جامعہ خلیلیہ برکاتیہ، حیدرآباد، 1988ء تا حال (۶) پرنسپل جامعہ قادریہ برکاتیہ، حیدرآباد 2010ء تا حال۔

اساتذہ: مشہور اساتذہ کرام میں آپ نے قرآن کریم، قرات و تجوید، فارسی کی تعلیم آپ نے قاری عبد اللطیف ملتانیؒ، حضرت قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ، قاری حافظ سید منظور حسین شاہ صاحبؒ سے حاصل کی۔ جب کہ درس نظامی کی کتب آپ نے اپنے والد گرامی مفتی محمد خلیل خاں برکاتیؒ کے علاوہ، مفتی محمد عبد الحفیظ قادریؒ، حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین صاحبؒ، علامہ مفتی سید شجاعت علی قادریؒ، حضرت علامہ مفتی محمد تقدس علی خانؒ، قاری محمد مصلح الدین قادریؒ، علامہ محمد نصر اللہ خاں افغانیؒ، مولانا محمد فضل سبحان صاحب آف مردان مدظلہ، حضرت علامہ محمد حسن صاحب حقانیؒ، مولانا غلام دستگیر افغانی مدظلہ، علامہ قاضی عبد الرحمن صاحب مدظلہ جب کہ انگریزی کی تعلیم

جناب شمس الدین اعجاز، پروفیسر انور مشہود، پروفیسر نعیم اللہ قریشی صاحب سے حاصل کی۔[25]

بیعت وخلافت

حضرت والد گرامیؒ نے بچپن میں ہی پیر خانہ امام احمد رضا، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ (انڈیا) میں حضرت تاج العلماء اولادِ رسول مفتی سید محمد میاں قادری برکاتیؒ، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کرایا تھا۔ اس وقت عمر تقریباً ایک سال یا کم ہو گی۔ 22 جمادی الاخریٰ 1399ھ مطابق 1979ء حضرت تاج العلماء کے ۲۴ویں سالانہ عرس کے موقع پر حیدرآباد میں علما ومشائخ کے اجتماع میں حضرت والد گرامی نے سلسلہ قادریہ برکاتیہ اور چاروں سلاسل کی خلافت و اجازت سے نوازا اور تمام اعمال و اوراد جو انہیں حضرت "تاج العلماء" اور "حضرت مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان'' رحمۃ اللہ علیہما سے عطا ہوئے، مرحمت فرمائے۔ 3 مارچ 1986ء 21 جمادی الاخریٰ 1406ھ کو احسن العلماء حضرت مولانا مفتی سید مصطفی حیدر حسن میاں شاہ صاحب برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے جو پاکستان تشریف لائے تھے درگاہ حضرت سید سخی عبد الوہاب شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ کے صحن میں، خلیل العلماء، حضرت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی کے مزار مبارک کے پائنتی علماء ومشائخ کے اجتماع میں مارہرہ مطہرہ کے خصوصی وظائف کے ساتھ خلافت واجازت، سلاسل اربعہ سے نوازا۔ 28 جمادی الاولیٰ 1404ھ، ۹ فروری 1986ء کو حضرت مفتی اختر رضا خاں قادری ازھری مدظلہ نے والد گرامی کے عطا کردہ خلافت نامہ پر ہدیہ تبریک رقم فرمایا۔ 3 ربیع الآخر 1417ھ، 18 اگست 1996ء بروز پیر، فقیہ الہند، شارح البخاری، "برکاتی مفتی"، حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ نے مفتی احمد میان برکاتی کی عرض پر دارالعلوم احسن البرکات تشریف لاکر مجمع علماء میں، اپنی دستار اتار کر، "آغا جان" کے سر پر باندھی اور بعدہ سلسلہ عالیہ رضویہ نوریہ مصطفویہ کے اوراد و ظائف اور النور والبھاء کے سلاسل کی اجازت عطا فرمائی۔[26]

مفتی احمد میاں برکاتی صاحب کی تصنیفی وادبی خدمات

آپ نے تدریسی امور کے علاوہ تصنیفی خدمات انجام دیں جس میں تقریبا آپ نے ۲۴ کتب تحریر فرمائیں۔ اور کچھ تصانیف زیر قلم ہیں۔

(۱) اسلام اور عصری ایجادات (رسول اللہ کی سچی خبریں) (عربی سے ترجمہ) ۱۹۷۲ء میں مکمل کیا یہ ترجمہ قسط وار ماہنامہ "ترجمان اہلسنت" کراچی میں مکمل شائع ہوا، (۲) ادب پارے (عربی ترجمہ) یہ رسالہ کراچی یونیورسٹی میں ایم۔ اے عربی کے نصاب میں شامل ہے۔ (۳) شرح منہاج العربیہ برائے بی۔ اے (۴) ملفوظات مشائخ مارہرہ، علاوہ ازیں مختلف موضوعات پر تقریباً دس ۱۰ رسائل ترتیب دیے جو سب چھپ چکے ہیں (۵) موت سے لحد تک (۶) ثواب زیارت

فاتحہ (۷) نعتیہ دیوان "برکات محل" (۸) رسول اور نائبین رسول " (شخصیات پر مشتمل ہے) (۹) برکات حدیث (چالیس سے زائد احادیث کی شرح اور ریڈیو کی تقاریر)، (۱۰) تنویر برکات، مضامین متفرق اور ریڈیائی تقاریر، (۱۱) تذکرہ سید حسن میاں، (۱۲) مفتی اعظم سندھ (۱۳) میر اہلسنت علامہ سردار احمد علیہ الرحمۃ (۱۴) شادی کے مسائل (زیر قلم)، (۱۵) کندہ نقوش کے خواص، (۱۶) طب مصطفیٰ (زیر قلم) (۱۶) حدائق برکات، (۱۷) تذکرہ مشائخ برکات

دارالعلوم احسن البرکات میں درس نظامی کا آغاز 1955ء میں ہوا اور 1965ء میں دورۂ حدیث کا پروگرام طے ہوا، جو مفتی احمد میاں برکاتی صاحب کی سرپرستی میں آج تک جاری وساری ہے۔ آج سے 60 سال پہلے قائم ہونے والا مدرسے کی کشمیر سمیت صوبہ پنجاب، سندھ، بلوچستان، اور خیبر پختونخواہ میں کم و بیش بائیس (22) کے قریب شاخیں ہیں، جن کی سرپرستی مفتی احمد میاں برکاتی صاحب فرماتے ہیں۔ جن میں 4000 سے زائد حفظ و ناظرہ کے طلباء، اور 1000 سے زائد درس نظامی پڑھنے والے طلباء کی تعداد ہے، ان تمام شاخوں میں علوم قرآن و حدیث، فقہ کے علاوہ عصری علوم پڑھانے پر بھی خاص توجہ دی جارہی ہے، جن میں انگریزی زبان کی تعلیم، ریاضی، جغرافیہ، تاریخ، علم فلکیات وغیرہ شامل ہیں۔

خلاصہ

برصغیر پاک وہند کی بہت سی مشہور و معروف خانقاہوں میں سے خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ شریف ہے جس کی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت اس سے وابستہ مشائخ عظام ہیں جنہوں نے اسلام کی اشاعت میں سرگرم رہ کر مذہب اسلام کی ترویج و اشاعت میں اپنی زندگیاں وقف کیں اور اسلامی تعلیمات کو دنیا بھر کے کونے کونے میں پھیلایا، مشائخ خانوادہ برکاتیہ ہر زمانے میں اپنے علم و فضل کے سبب ایک خاص اہمیت اور مقبولیت کے حامل رہے، عصر حاضر میں خانقاہی نظام کی معنویت اور مقاصد دن بدن پستی کی طرف جارہے ہیں خانقاہیں دراصل روحانی تربیت گاہ ہوا کرتی ہیں جہاں دلوں اور ذہنوں کی صفائی کا کام ذکر خدا اور عشق رسول ﷺ کے ذریعے ہوا کرتا ہے مگر اب کہیں کہیں خانقاہوں میں غیر ضروری رسومات اور بدعات کی امیزش ہونے لگی، جب کہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف نے قدیم خانقاہ ہونے کے باوجود اپنے آباو اجداد کی تعلیمات کو نہ صرف تھامے رکھا بلکہ دن بدن اصلاح معاشرے کے لئے کلیدی کردار ادا کررہے ہیں، اکابر مارہرہ نے علم اور اہل علم دونوں کو سراہا اپنے مریدین و متوسلین کو علم حاصل کرنے کی ترغیب دی اور اس کے لئے راستے بھی ہموار کئے۔ بیسویں صدی تک کے مشائخ عظام نے اصلاح معاشرہ اور تزکیہ نفس کے لئے منفرد شناخت قائم کی ان مشائخ نے جہاں تصنیف و تالیف کے ذریعے جہاد کیا وہیں دینی ادارے قائم کئے جن میں کئی ہزار بلکہ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان مستفید ہو رہے ہیں، عصر حاضر کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے

ہوئے جدید طرز کے تعلیمی ادارے قائم کئے ۔ عالم اسلام کے مسلمانوں کے لئے عصری علوم کو عام کرنے اور اسے عملی طور سے بروئے کار لانے کا جو کام خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے ذریعے ہوا وہ ایک امتیاز ہے ۔ المختصر خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے مشائخ علم و فضل میں یگانہ، روحانیت اور بزرگی میں عظیم الشان مقام رکھتے ہیں گزشتہ کئی صدیوں سے ہدایت و ارشاد، تصنیف و تالیف، تزکیہ و طہارت اور اصلاح فکر و اعمال کے میدان میں ان مشائخ کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

[1] دریا آبادی، عبد الماجد تصوف اسلام، ص 77، اسلامک بک فاونڈیشن لاہور 1980ء

[2] مقبول الرحیم مفتی، شہزادہ غوث الوریٰ منہاج القرآن سیدنا غوث اعظم نمبر، ص 57، 1985ء

[3] برکاتی، سید امین میاں قادری، سید شاہ برکت اللہ مارہروی حیات اور علمی کارنامے، ص 9، البرکات اسلامک ریسرچ سینٹر، 2012ء

[4] قادری، مولانا اسید الحق، تحقیق و تفہیم، ص 245، ادارہ فکر اسلامی دہلی، 2009ء

[5] برکاتی، مفتی احمد میاں، تنویر برکات، ص 12، زاویہ پبلشرز، 2014ء

[6] برکاتی، مفتی احمد میاں، تذکرہ مشائخ برکاتیہ، ص 84، زاویہ پبلشرز، 2017ء

[7] صدیقی ڈاکٹر احمد مجتبیٰ، تذکرہ مشائخ مارہرہ، ص 21، البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، 2016ء

[8] برکاتی مفتی احمد میاں، تذکرہ مشائخ برکاتیہ، ص 269، زاویہ پبلیشرز لاہور 2017ء

[9] برکاتی مفتی احمد میاں، تذکرہ مشائخ برکاتیہ، ص 337، زاویہ پبلشرز، لاہور 2017ء

[10] مصباحی سید نور عالم، برکاتی کوئز، ص 69، البرکات اسلامک ریسرچ سینٹر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، 2016ء

[11] صدیقی ڈاکٹر احمد مجتبیٰ، تذکرہ مشائخ مارہرہ، ص 97، البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، 2016ء

[12] مصباحی سید نور عالم، برکاتی کوئز، ص 69، البرکات اسلامک ریسرچ سینٹر

[13] صدیقی ڈاکٹر احمد مجتبیٰ، تذکرہ مشائخ مارہرہ، ص 105، البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، 2016ء

[14] برکاتی مفتی احمد میاں، تذکرہ مشائخ برکاتیہ، ص 351، زاویہ پبلشرز لاہور 2017ء

[15] برکاتی مفتی احمد میاں، تذکرہ مشائخ برکاتیہ، ص 369، زاویہ پبلشرز لاہور 2017ء

[16] ایضاً

[17] صدیقی ڈاکٹر احمد مجتبیٰ، تذکرہ مشائخ مارہرہ، ص 112، البرکات ریسرچ پبلشرز 2016ء

[18] ماہنامہ عقیدت حیدرآباد سندھ، ص 14، سال اشاعت شمارہ جون 1988ء

[19] برکاتی، مفتی احمد میاں، مفتی اعظم سندھ، ص 3، سال طباعت 1985ء

[20] سالانہ مجلہ خلیل علم، ص 94، حیدرآباد، سال اشاعت 2003ء

[21] برکاتی، مفتی احمد میاں، مفتی اعظم سندھ، ص 3، سال طباعت 1985ء

[22] برکاتی، مفتی احمد میاں، تذکرہ مشائخ برکاتیہ، ص 376، زاویہ پبلشرز 2017ء

[23] مارہروی، مفتی محمد خلیل خاں، جمال خلیل، ص 23، زاویہ پبلشرز، 2013ء

[24] ندیم، سید سرور، شہر حیدرآباد کے لوگ، ص 7، حصہ چہارم، جہان حمد پبلی کیشنز کراچی 2013ء

[25] اہلسنت کی آواز، جلد ۲۱، ص 364، نومبر 2014ء

[26] برکاتی مفتی احمد میاں، تنویر برکات، ص 32، زاویہ پبلشرز 2014